تیرے لوٹ آنے تک

سلمیٰ فہیم گل

(گزشتہ اقساط کا خلاصہ)

تورہا ایک بزنس مین ہے اور اپنے اصول و وقت کا سخت پابند ہے اور یہی اس کے بزنس کی کامیابی کی وجہ بھی ہے اسے اپنے اسٹاف کا دیر سے آنا سخت ناپسند ہے۔ ظعیہ یونیورسٹی میں پڑھنے کے ساتھ تورہا کے آفس میں کام بھی کر رہی ہے لیکن اس کی طبیعت میں بے پروائی اور لاابالی پن ہے اس لیے وہ ہمیشہ ہی دیر سے آفس آ کر تورہا کے غصہ کا شکار ہوتی ہے۔ لیکن اس کی ذہانت اور محنت کو دیکھتے ہوئے تورہا اسے آفس میں برداشت کر رہا ہے۔ آغامینا ظعیہ کی یونیورسٹی فیلو ہونے کے ساتھ بہترین دوست بھی ہے۔ آغا مینا خوب صورت ہونے کے ساتھ سلجھی ہوئی لڑکی ہے جبکہ ظعیہ غصہ کی تیز ہے اس لیے آغامینا کے ایکسیڈنٹ پر وہ مقابل کو سخت سست سنا کر اپنے غصہ کا اظہار کرتی ہے جبکہ آغا مینا اسے سمجھا کر ارقام کو وہاں سے جانے کا اشارہ کرتی ہے۔ ارقام کی گاڑی سے ہی آغامینا کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ زاویار اور ارقام گہرے دوست ہیں اور ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں ارقام زاویار کو اس کی فاختہ کے بارے میں بتا کر گاڑی رکواتا ہے اور ساتھ ہی آغامینا کو گاڑی میں بیٹھنے کی آفر بھی کرتا ہے جبکہ زاویار اس کی اس پیشکش پر غصہ سے پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا ہے۔ آغامینا یونیورسٹی سے دیر ہوجانے کی وجہ سے مجبوراً گاڑی میں سوار ہوجاتی ہے۔ تورہا اپنے احساسات کسی پر آشکار نہیں کرنا چاہتا یہاں تک کہ وہ خود سے بھی دل کی بات چھپا کر رکھتا ہے اس لیے اپنی ازدواجی زندگی کو بھی وہ بزنس ڈیل کے طور پر گزار رہا ہے۔ ارقام شاپنگ کے دوران ظعینہ کو دیکھ کر اسے اپنی شاپنگ میں مدد کے لیے کہتا ہے لیکن وہ وقت کی کمی اور اپنی مجبوری بتا کر معذرت کر لیتی ہے۔ آغامینا اپنی امی کی خراب طبیعت کا سن کر پریشان ہوجاتی ہے اور ڈاکٹر صاحب کو ان کا خیال رکھنے اور اپنے جلدی پہنچنے کا بتا کر یونیورسٹی سے نکل جاتی ہے۔ آغامینا کو اپنی امی سے بے حد محبت ہے اس لیے ان کی ذرا سی خراب طبیعت پر پریشان ہوگئی تھی۔ تورہا نے پاپا کے طبیعت کو نظر انداز کرتے شیرازی انکل کو فون کر دیا جس پر ظعیہ اس سے سوال کرتی ہے تو وہ غصہ میں کچھ کہتے ہوئے خاموش ہوگیا تھا۔ زاویار کو شروع دن سے آغامینا پسند نہیں تھی۔ اس کے خیال میں وہ لڑکوں سے جلدی فرینک ہوجاتی ہے اور ارقام سے پہلی ملاقات میں ہی اس کی بے تکلیف اسے ذرا نہیں پسند آئی تھی اس لیے یونیورسٹی میں جب آغامینا ظعیہ کے انتظار میں زاویار سے ٹکرائی تو وہ آغامینا کو سخت سست سنا کر چلا گیا تھا۔ تورہا کام میں بے حد مصروف تھا کہ اچانک سالار کی آمد نے اسے خوش گوار حیرت میں ڈال دیا تھا۔ سالار تورہا کا بہترین دوست ہونے کے ساتھ اس کا رازدار بھی ہے سالار رذری کے حوالے سے تورہا سے پوچھتا ہے جس پر وہ لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔

آغامینا کی امی جاب کرنا چاہتی ہیں لیکن آغامینا نے ان کی طبیعت کی وجہ سے انہیں منع کر دیا تھا لیکن وہ اپنی باتوں سے اسے قائل کر لیتی ہیں۔ آغامینا بھی گھر کے اخراجات کی وجہ سے پریشان ہے وہ پڑھائی کے ساتھ ایک جگہ جاب کر رہی تھی۔ ظعیہ کا سامنا یونیورسٹی میں زاویار سے ہوجاتا ہے وہ کترا کر جانا چاہتی ہے کہ زاویار اسے مخاطب کر کے رکنے پر مجبور کر دیتا ہے جس پر ظعیہ تلملا کر رہ جاتی ہے۔ آغامینا کو مارکیٹ میں ایک خاتون (ذروہ) پسند کرتے اس سے موبائل نمبر ایکسچینج کرتی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

پکارنے والی کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر شکنیں پڑنے

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

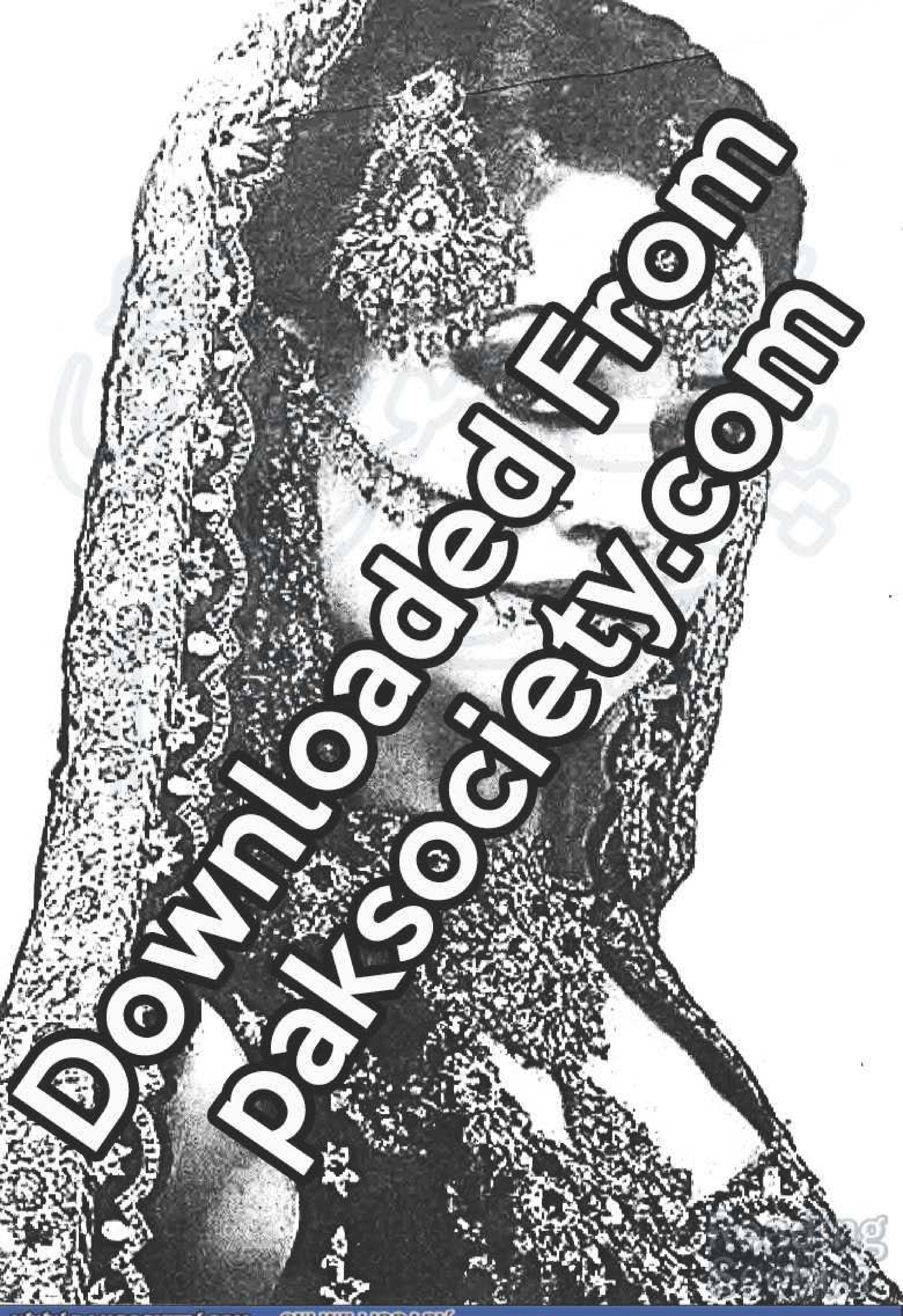
Downloaded From
paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

لگی تھیں۔

"جی فرمائیے؟ کیا پرابلم ہے آپ کو؟" کسی قدر طنزیہ انداز میں استفسار کیا تھا۔

"اگر یہی بات میں آپ سے پوچھوں تو؟" اس نے بھی تیکھے چتونوں سے قدرے استہزائیہ انداز میں کہا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" بنا اس کی جانب دیکھے ناگواری سے پوچھا تھا۔

"مطلب یہ کہ مسٹر زادیار احمد شیرازی' آپ از خود ایک بہت بڑی پرابلم ہیں۔ خصوصاً میرے لیے' جان بوجھ کر پرابلمز کری ایٹ کرتے ہیں' مجھے یہ جاننا ہے کہ آخر آپ کو مجھ سے کیا پرابلم ہے؟" گھور کر دیکھتے ہوئے غصے سے استفسار کیا تھا۔

"واٹ؟ میں' میں آپ کے لیے پرابلمز کری ایٹ کرتا ہوں۔ ہوش میں تو ہیں محترمہ؟ نہ میں آپ کو جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے' تو پھر میں آپ کے لیے پرابلمز کری ایٹ کیوں کروں گا؟" اسے از حد حیرت ہوئی تھی۔

"یہ تو آپ خود بہتر جانتے ہیں۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا اس بات سے؟" اس کی تیوری پر بل پڑ گئے تھے۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ مسٹر جب آپ دوسروں پر بنا بات کے الزام لگا سکتے ہیں تو پھر دوسروں کو بھی حق ہے کہ وہ آپ کی صحیح' غلطی کی نشان دہی کرسکیں' جو دوسروں کو غلط کہتے ہیں وہ خود بھی غلط ہوسکتے ہیں۔" انداز میں سراسر طنز تھا۔ زادیار کے ماتھے کی شکنیں بڑھتی ہی جارہی تھیں۔ اسے پہلے دن سے ہی یہ لڑکی اور اس کی حرکتیں کھل رہی تھیں' جانے کیوں وہ اس سے خار کھاتا تھا' اس کا پہلا امپریشن ہی اس پر بہت برا پڑا تھا' یہی وجہ تھی جہاں بھی وہ اسے نظر آتی اس کے ماتھے پر بل پڑ جاتے تھے۔ چہرے پر ناگواریت در آتی اور خود بخود اس سے بات کرتے وقت اس کے لہجے اور انداز میں سختی در آتی تھی۔

"دیکھیے مجھے آپ سے یا آپ کے کسی مطلب مطالب سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مجھے آپ اتنا بتائیں آپ نے مجھے کیوں روکا ہے؟ فضول میں ہر کسی کی فضول گوئی سننا میری عادت نہیں ہے۔"

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے ہر کسی سے فضول بات سننا' اینی ویز' یہ آپ کی میڈیسنز' آپ نے کاؤنٹر سے اپنی میڈیسنز کی بجائے میری میڈیسنز اٹھالی تھیں' یہی لوٹانے کے لیے میں اتنی دور سے پاگلوں کی طرح آپ کے پیچھے آوازیں لگاتے ہوئے دوڑتی ہوئی آئی ہوں' لیکن آپ غالباً چلتے ہوئے کان بند رکھتے ہیں تبھی تو دوسروں کی پرابلمز نظر نہیں آتیں آپ کو۔" استہزائیہ انداز میں اپنی بات پر زور دیتے ہوئے طنزیہ اس کی جانب دیکھا تھا۔ زادیار نے حیرت سے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے میڈیسنز کے پیکٹ کو دیکھا تھا۔ وہ حقیقتاً اس کا پیکٹ نہیں تھا' جلدی میں شاید وہ اپنے پیکٹ کی جگہ دوسرا پیکٹ اٹھا کر لے آیا تھا۔ اسے ایک پل کو شرمندگی ضرور ہوئی مگر اظہار اس کے لیے از حد ناگوار تھا۔ شرمساری کے تاثرات سے مبرا چہرہ لیے اس نے سامنے کھڑی آغا مینا کو دیکھا اور پیکٹ اس کی جانب بڑھادیا۔ آغا مینا نے جھپٹ کر اپنا پیکٹ لیا اور اس کا پیکٹ اسے تھما کر بنا کچھ کہے تیزی سے واپس مڑ گئی۔

ایک پل کو زادیار نے اس سے معذرت کرنے کا سوچا تھا مگر اس کے انداز پر لب بھینچ کر رہ گیا اور سر جھٹکتے ہوئے اپنے راستے چل پڑا۔

⁂ ⁂ ⁂

سالار نے گھر پر پارٹی دی تھی۔

تورع کی بہت اہم میٹنگ تھی۔ نہ وہ سالار کو منع کرسکتا تھا اور نہ ہی میٹنگ پوسٹ پون کرسکتا تھا۔ اسی لیے اس نے سوچا تھا کہ میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد پارٹی میں چلا جائے گا۔ سالار کو اس نے فون کرکے بتادیا تھا۔

سالار نے پہلے تو اسے بے بھاؤ کی سنائیں تھیں پھر اس کی مجبوری جان کر بہت مشکل سے مانا تھا۔ اس کے لیے یہ بھی غنیمت تھا۔

میٹنگ میں کافی دیر ہوگئی تھی۔ جونہی میٹنگ ختم ہوئی وہ سیدھا سالار کی طرف چلا آیا۔ وہ تو جیسے اسی کا انتظار

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Reading Section

کررہا تھا۔ باہر ہی ٹہلتا ہوا مل گیا۔ ’’اوہ آگئے جناب‘ تورع حسن بخاری صاحب‘ خیر سے ٹائم مل گیا آپ کو؟‘‘ اسے دیکھتے ہی وہ طنزاً گویا ہوا تھا۔ تورع اس کے انداز پر دھیرے سے مسکرادیا تھا۔

’’ایم سوری یار‘ میں واقعی میں کچھ لیٹ ہوگیا۔‘‘

’’کچھ‘ کچھ نہیں بہت زیادہ کہو۔‘‘ وہ کسی قدر ناراضگی سے گویا ہوا تھا۔

’’کہاناں یار سوری۔‘‘

’’ہنہ سوری‘ اینی ویز چل اندر چلتے ہیں‘ تیرے نہ ہونے سے چراغوں کی روشنی بجھی ہوئی تھی۔‘‘ سالار نے معنی خیزی سے کہا تھا۔ تورع اس کے ساتھ چلتے ہوئے ٹھٹک کررکا تھا‘ اور چونک کراس کی جانب دیکھا تھا۔

’’کیا مطلب ہے تیرا اس بات سے؟‘‘ اس نے مشکوک سے انداز میں پوچھا تھا۔ وہ ایک پل کے لیے گڑبڑا سا گیا۔

’’کوئی مطلب وطلب نہیں ہے یار‘ تو تو جب سے بزنس مین بنا ہے‘ چھوٹی سے چھوٹی بات میں مطلب مطالب ڈھونڈنے لگا ہے۔ میں نے تو بس یونہی کہہ دیا تھا۔ تیرے بغیر دل نہیں لگ رہا تھا‘ اس لیے۔‘‘ کسی قدر برا مانتے ہوئے مصنوعی خفگی سے دیکھا تھا۔

’’تو آج کل بات ہی اس انداز میں کرتا ہے کہ مجھے شک سا گزرا کہ......‘‘

’’کہ کوئی گڑبڑ ہے‘ ہے ناں؟‘‘

’’نہیں یار بس ایسے ہی۔ اچھا چل چھوڑ اندر چلتے ہیں۔‘‘ اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے چونک کرارد گرد دیکھا تھا۔

’’تو تو کہہ رہا تھا پارٹی ہے‘ لیکن یہاں تو کسی پارٹی کے آثار دکھائی نہیں دے رہے۔‘‘ حیرت سے سالار کی جانب دیکھتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

’’ہاں‘ تو پارٹی ہے ناں‘ میں نے کب کہا کہ پارٹی نہیں ہے۔‘‘

’’میں بھی تو یہی پوچھ رہا ہوں‘ اگر پارٹی ہے تو کوئی دکھائی کیوں نہیں دے رہا؟ یا صرف میرے لیے ہی پارٹی

مغربی اور مشرقی ادب کی منتخب کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ

نئے افق

کراچی

شائع ہوگیا ہے

قلندر ذات امجد بخاری کی سلسلے وار کہانی
ایک ایسی تحریر جس کا سحر آپ کو خوابوں کی دنیا میں بہالے جائے گا
مغربی ادب سے انتخاب ڈاکٹر ایم اے قریشی کے قلم سے
جرم وسزا کے موضوع پر ہر ماہ منتخب ناول
مختلف ممالک میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کے پس منظر میں
معروف ادیبہ زریں قمر کے قلم سے ہر ماہ مکمل ناول
ہر ماہ خوب صورت تراجم دیس بدیس کی شاہکار کہانیاں

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں اور اقتباسات پر مبنی
خوشبوئے سخن اور ذوق آگہی کے عنوان سے مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

کسی بھی قسم کی شکایت کی
صورت میں

021-35620771/2

0300-8264242

Reading Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ارینج کی ہے تو نے؟'' اس نے کسی قدر تمسخرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
''ہاں یہی سمجھ لے۔'' معنی خیزی سے کہا گیا تھا۔
تورع نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا تھا۔
''آئی مین ٹو سے کہ یہ پارٹی میں نے اپنے فرینڈز کے لیے دی ہے۔''
''فرینڈز کے لیے۔'' اس نے جانچتی ہوئی نظروں سے سالار کو دیکھا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
''جان سکتا ہوں کس خوشی میں؟''
''یار فرینڈز کے ساتھ مل بیٹھنے سے ان کے لیے پارٹی ارینج کرنے کے لیے کسی خوشی کا وقوع پذیر ہونا ضروری ہے کیا؟'' وہ جھنجلایا۔
''نہیں۔''
''پھر اس ساری فضول گوئی کا مطلب۔'' برا مانتے ہوئے کہا گیا تھا۔
''نہیں خیر یہ ایسی فضول گوئی بھی نہیں، خود سے اور خاص طور پر مجھ سے آگاہ تو ہے ناں تو۔'' اس کی بات پر سالار نے نظریں چرائی ہیں۔ اب کے وہ خاموش ہی رہا۔ کوئی جواب نہ بن پڑا تھا اس سے۔
''اوکے فائن، تیری اس پارٹی میں صرف میں ہی انوائیٹڈ نہیں، تیرے اور بھی فرینڈز آ رہے ہیں بقول سالار سادات کے بائی داوے کیا میں جان سکتا ہوں، کون کون آ رہا ہے تیری اس پارٹی میں، جو تو نے بقول تیرے میرے لیے ارینج کی ہے۔'' اس کے نظریں چرانے پر تورع نے مشکوک سے انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔
''یار آج کل تو کچھ زیادہ ہی شکی نہیں ہو رہا؟'' اس کی جانب دیکھتے ہوئے مصنوعی ناراضگی سے کہا تھا۔ غالباً اسے موضوع سے ہٹانے کی کوشش کی گئی تھی۔
''اب کیا کیا جائے، تیری حرکتیں ہی اتنی مشکوک سی ہیں تو میرا شک کرنا کوئی اتنا قابل گرفت بھی نہیں۔'' سالار اس کی بات پر گڑبڑا سا گیا۔
''چل چھوڑ نا یار یہ بیکار کی بحث، اندر چلتے ہیں سب منتظر ہیں۔''
''کس کے؟ تیرے یا میرے؟''
''میرے منتظر ہیں میرے بھائی، اب تو چل۔'' دانت کچکچاتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔ تورع نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی تھی اور اس کے ساتھ اندر کی جانب قدم بڑھا دیے۔
تورع جان بوجھ کر اسے چڑا رہا تھا ورنہ اسے کیا غرض تھی کہ اس نے کس کو بلایا ہے اور کس کو نہیں؟ اس پل وہ بھول چکا تھا کہ اس کی فرینڈز کی لسٹ میں کوئی بہت خاص بھی ہے سر فہرست۔
لاؤنج کی جانب بڑھتے ہوئے کسی کی نسوانی مانوس سی ہنسی نے اسے ٹھٹک کر رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے پاؤں یکلخت تھمے تھے اسے لگا جیسے وہ اب آگے قدم بڑھا نہیں پائے گا۔
''کیا ہوا تورع؟ چلو ناں۔'' تبھی سالار نے اس کے کندھے کو تھپکا۔ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا اور پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھا۔
لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اس کی نظر بے تحاشہ ہنستی ہوئی ذری پر پڑی تھی یہ وہ ہستی تھی جسے نا چاہتے ہوئے بھی وہ ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔ جسے چاہتے ہوئے بھی اگنور نہیں کر پاتا تھا۔ جس سے چاہتے ہوئے بھی غافل نہیں ہو پاتا تھا۔
ہنستے ہوئے بالکل اچانک ذری کی نگاہ سامنے ایستادہ تورع حسن بخاری پر پڑی تھی۔ اس کے مسکراتے ہوئے لب یکلخت بھینچ سے گئے تھے۔ چند ثانیے اس کی جانب دیکھتے رہنے کے بعد اس نے دانستہ نظریں چرائی تھیں۔ مگر تورع ابھی تک ساکت سا کھڑا اسی کی جانب دیکھے جا رہا تھا۔ سب کے یوں ایک دم خاموش ہو جانے پر ذری نے ٹپٹا کر اور کسی قدر کنفیوز ہوتے ہوئے تورع کی جانب دیکھا تھا۔ چند پل دیکھنے جانے کے باوجود جب یونہی وہ دیکھتا رہا تو ذری نے نظریں چرا لیں۔
''ہوں، ہوں، تورع۔'' ذری کے چہرے پر کنفیوژن دیکھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Reading Section

کر سالار نے تورع کا کندھا ہلایا تو وہ بری طرح چونکا تھا۔ سب پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے اپنے ساتھ کھڑے سالار کی جانب دیکھا تھا اور خود پر جمی اس کی نظروں کا مفہوم جان کر اس نے بے ساختہ نظریں چرائی تھیں۔

''یہ اتنا مصروف و معروف سا بندہ تجھے کہاں سے مل گیا سالار؟ ہمیں تو ہمیشہ یہ چکما دے جاتا ہے۔'' عظیم نے موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے بالکل غیر محسوس انداز میں قدرے اونچی آواز میں شکوہ کرتے ہوئے تورع کی جانب قدم بڑھائے تھے اور اس سے مصافحہ کرنے لگا' تورع نے اس کے شکوے پر اس کے کندھے پر ایک دھپ رسید کی تھی۔

''یہی بات تجھ پر بھی لاگو ہوتی ہے۔'' تورع نے کچھ یاد دلانا چاہا تھا۔ وہ ایک لمحے کو گڑبڑا سا گیا۔

''مجھ پر کیوں بھئی؟ کتنی دفعہ تجھ سے ملنے آیا' تجھے فنکشن پر انوائٹ کیا' مگر تجھ پر تو جیسے مصروفیت کا دورہ پڑا ہوا ہے۔''

''اچھا بائی داوے کتنی دفعہ بلایا ہے تو نے؟' ذرا انگلیوں پر گن کے بتا' ایک بار کے علاوہ جب بھی تو مجھ سے ملنے آیا' کسی فنکشن میں مجھے انوائٹ کیا' کیا میں نے منع کیا؟ بس اسی ایک بات کو لے کر بیٹھا ہے' حالانکہ تو جانتا ہے ان دنوں میں آؤٹ آف سٹی تھا۔ پھر بھی جہاں ملتے ہو شکوے شکایات کا دفتر کھول لیتے ہو۔ دس از ناٹ فیئر عظیم۔'' خود کو نارمل کرتے ہوئے بظاہر بشاش سے انداز میں گویا ہوا تھا اور قدم آگے بڑھا دیے تھے۔

''ہائے تابی' ہاؤ آر یو؟'' دوسری جانب بیٹھی ذری کو دانستہ نظر انداز کرتے ہوئے اس نے تاباں سے پوچھا تھا۔

''فائن تھینکس' تم سناؤ۔''

''آئم گڈ۔'' دھیرے سے کہہ کر وہ عظیم کے ساتھ کچھ اس انداز میں براجمان ہوا کہ ذری پر نظر نہ پڑ سکے۔

''یہ بہت غلط بات ہے تورع' تو نے سب کی خیریت دریافت کی لیکن ذری کو بھول گئے۔'' سالار نے جان بوجھ کر آنکھوں میں شرارت لیے بظاہر گہری سنجیدگی سے قدرے اونچی آواز میں تورع سے کہا تھا' جہاں ذری نے سٹپٹا کر اس

چلتے چلتے

چلتے چلتے طویل راہ پر
پلٹ کر جو دیکھا زندگی میں
تو میں نے مانا
کہ جتنے گزرے تمام لمحے
ہیں واجبی سے مگر وہ لمحے جو سنگ تمہارے
گزر گئے ہیں......
تمام لمحوں میں......
معتبر ہیں......

رشک وفا...... برنالی

کی جانب دیکھا تھا وہیں تورع نے گھور کر سالار کو دیکھا تھا۔ جس کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ عظیم اور تاباں کے چہروں پر بھی کچھ ایسے ہی تاثرات تھے۔ تورع کے دیکھنے پر انہوں نے سرعت سے اپنے لب بھینچے تھے۔

تورع نے ایک پل کو ذری کی جانب دیکھا تھا وہ بھی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ تورع کے دیکھنے پر فوراً نظریں چرائی تھیں۔ لاؤنج میں بہت دیر تک معنی خیز خاموشی چھائی رہی تھی۔ جسے سالار کی آواز نے توڑا تھا۔

''آئی تھنک اب کھانا لگ جانا چاہیے۔ خالی پیٹ جانے کیسے کیسے خیال آ رہے ہیں۔'' سالار نے کسی قدر مضحکہ خیز انداز میں مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا۔

تورع نے گھورتے ہوئے ملامتی نظروں سے دیکھا تھا۔ صاف اشارہ تھا کہ اس کی اس اچانک پارٹی کا پس منظر وہ جان گیا تھا۔ سالار نے گڑبڑاتے ہوئے نظریں چرائی تھیں۔ اور ملازمہ کو آواز دینے لگا۔

''اب کھانا لگا دو قیصرہ۔ یہاں خیالات اور جذبات میں بھونچال آ رہے ہیں۔'' اس کے معنی خیز انداز پر تورع نے پاس پڑا ہوا کشن زور سے اس کی جانب اچھالا تھا۔ جسے اس نے مسکراتے ہوئے باآسانی کیچ کر لیا تھا اور قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

''کھانا لگا دیا ہے صاحب۔''

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''او کے، تھینکس قیصرہ۔ چلو یار کھانا کھاتے ہیں۔ کھانے کے بعد ذری ہمیں اپنے ہاتھ کی ویسی ہی چائے پلائے گی جیسی ذری نے یونیورسٹی کے دنوں میں پلائی تھی۔ کیوں تورع؟'' اس نے اب بھی جان بوجھ کر صرف تورع کو ہی مخاطب کیا تھا۔

تورع نے گھور کر دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''آئی تھنک کھانا کھالینا چاہیے۔'' اس کی بات پر بنا کوئی تبصرہ کیے تورع نے کہا اور ان کا انتظار کیے بنا ڈائننگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

دوسری جانب ذری کو اس کا یہ لیا دیا سا انداز دکھی کر رہا تھا۔ باوجود اس کے کہ وہ یہی تو چاہتی تھی' اس کے سرد سے انداز پر اس نے اپنے لب بھینچے تھے۔

''کیا خیال ہے ذری چائے پلاؤ گی ناں؟'' سالار نے اس کے تاثرات بغور نوٹ کیے تھے۔

''یا شیور۔ وائے ناٹ۔'' دھیرے سے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے چہرے کی پھیکی سی مسکراہٹ سالار سے قطعی چھپی نہ رہ سکی تھی لیکن یہ وقت اظہار کا نہیں تھا' اسی لیے اس نے نظر انداز کر دیا۔

کھانے کے دوران تورع اور ذری کے علاوہ سبھی باتیں کرتے رہے تھے۔ تورع ان سب سے لاتعلق بیٹھا کھانے میں مصروف تھا۔ جبکہ ذری کبھی کبھی ان کی باتوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پاس کر دیتی تھی۔

کھانے کے بعد ذری چائے بنا لائی تھی۔ تاباں بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ ''دس از ناٹ فیئر تابی' ذری چائے بنا کر لائی ہے تم ایٹ لیسٹ اس کی ہیلپ کرتے ہوئے چائے تو سرو کر دو۔'' عظیم نے تاباں کو یوں صوفے پر براجمان ہونے پر شرم دلائی تھی۔

''کی تو ہے ہیلپ' ٹرالی گھسیٹ کر میں ہی تو لائی ہوں۔ یہ کیا کم ہے؟''

''کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے ماؤنٹ ایورسٹ سر کر کے آئی ہو؟''

''اس سے کم بھی نہیں ہے۔'' ڈھٹائی سے گویا ہوئی تھی۔

''اٹس او کے عظیم۔ میں سرو کرتی ہوں۔'' اس سے پہلے کہ عظیم کچھ کہتا ذری بول اٹھی تھی۔

سب کو کپ تھما کر وہ تورع کی جانب آئی تھی مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ ایک پل کو اس کے متوجہ ہونے کا انتظار کیا تھا مگر وہ ہنوز اسے نظر انداز کیے رہا۔ مجبوراً اسے بولنا پڑا۔

''یہ چائے۔'' آہستگی سے کہا تھا' اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

''تھینکس۔'' اس کے ہاتھ سے کپ لے کر ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

''چائے بہت مزے کی ہے ذری۔ پرانے دن یاد کروا دیے تم نے۔'' چائے کا سپ لیتے ہوئے سالار نے تعریفی انداز میں کہا تھا۔ وہ محض مسکرا ہی سکی۔ دزدیدہ نظروں سے تورع کی جانب دیکھا تھا' جو شاید کپ ٹیبل پر رکھ کر بھول چکا تھا۔ اسی پل تورع نے بھی اس کی جانب نگاہ کی تھی۔ ذری نے سرعت سے نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

''او کے گائز۔ میں اب چلتا ہوں۔'' تورع ایک دم کھڑا ہو گیا تھا۔

''ارے اتنی جلدی؟''

''جلدی کہاں یار بہت دیر ہو گئی ہے۔'' ایک ہی جملے کے دو مفہوم تھے۔ ایک وہ جو عام سا تھا' جسے ان تینوں نے سمجھا تھا۔ اور ایک وہ جو صرف ذری ہی سمجھ سکی تھی۔

''کم از کم چائے تو پی لو یار۔''

''موڈ نہیں ہے' پھر کبھی قیصرہ کے ہاتھ کی اچھی سی چائے پینے آؤں گا۔ او کے۔ پھر ملاقات ہو گی۔''

ذری نے سختی سے اپنے لب بھینچے تھے۔ گلے میں آنسوؤں کا گولا سا اٹک گیا تھا۔ وہ اس کی بات کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ اس نے چائے کیوں نہیں پی یہ بھی وہ جانتی تھی۔ اصولاً تو اسے مطمئن ہونا چاہیے تھا مگر وہ افسردہ ہو گئی تھی۔ دل دکھ سے بھر گیا تھا۔ آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔ جسے اس نے پلکیں جھپک جھپک کر پیچھے روکا تھا۔ اور چائے کا سپ لیتے ہوئے گلے میں اٹکے گولے کو دھکیلنے کی

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سعی کی تھی۔ تورع نے گہری نظر اس کے جھکے سر پر ڈالی اور سب کو ہاتھ ہلاتے ہوئے وہاں سے نکل آیا۔

طعینہ کو اس وقت بہت غصہ آ رہا تھا اور کوفت بھی ہو رہی تھی۔ غصہ اسے خود پر آ رہا تھا اور کوفت اسے فٹ پاتھ کی دوسری جانب کھڑے لڑکے کو دیکھ کر ہو رہی تھی۔ وہ آوارہ لڑکا مسلسل اسے عجیب سی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ چند قدم چل کر اس کا منہ توڑ دے۔ مگر فی الحال وہ ایسا رسک نہیں لے سکتی تھی۔ اسی لیے ضبط کیے اسے نظر انداز کر رہی تھی۔ اسٹاپ سے کچھ دور اس کی گاڑی بند ہو گئی تھی اس کے ٹائرز پر لات رسید کرتے ہوئے وہ پیدل اسٹاپ تک آئی تھی۔ گھر فون کر کے ڈرائیور کو بلانے کا سوچا تو معلوم ہوا کہ سیل کی چارجنگ ختم ہو چکی ہے۔ اس پر چار حرف بھیج کر اس نے کیب کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھیں مگر ندارد۔

اس کا خیال تھا کہ یہاں سے کیب ہائر کر کے گھر چلی جائے گی اور ڈرائیور کو بھجوا کر گاڑی ری پیئر کروا لے گی۔ مگر اتنی دیر سے اسٹاپ پر کھڑے رہنے کے باوجود اسے کوئی کیب نظر نہیں آئی تھی۔ یا پھر وہ ایسی سچویشن کو سمجھ نہیں پا رہی تھی، شاید کیب گزری تھی مگر اسے ہی روکنا نہیں آ رہا تھا۔

ایک تو اسے کیب نہ روک پانے پر غصہ تھا اور دوسری جانب اس لوفر کا مسلسل ٹکٹکی باندھ کر گھورنا اسے ازحد کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

ہزار چاہنے کے باوجود وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔ اگر وہ روڈ کراس کر کے جاتی تو کیب کے گزر جانے کا خطرہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ شاپ پر ایک ہی جگہ کھڑی اس لوفر کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔ مگر وہ ڈھٹائی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے اپنے شغل میں مصروف تھا۔

شاید وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ وہ گھورنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی اور یہی بات طعینہ کو غصہ دلا رہی تھی۔ چاہتی تو دو منٹ میں اسے نانی دادی یاد دلا دیتی مگر مجبور تھی۔

''واٹ دا ہیل از دس؟''

''کسی گاڑی کے ٹائر بالکل اس کے قریب آن کر چرچرائے تھے۔ وہ اچھل کر چند قدم دور ہٹی تھی۔ چلاتے ہوئے غصے سے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان شخص کو دیکھنے کی کوشش کی تھی۔

تب ہی اس شخص نے سر باہر نکال کر شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کڑے تیوروں سے خود کو گھورتی ہوئی دوشیزہ کو دیکھا تھا۔

''ہائے۔'' ڈرائیونگ سیٹ پر موجود ارقام کو دیکھ کر اس کی تیوری پر بل پڑ گئے تھے۔

''آپ؟'' اس نے چلا کر کہا تھا۔

''جی میں' اینی پرابلم؟'' سر کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے استفسار کیا تھا۔

''جی نہیں' کوئی پرابلم نہیں ہے۔'' خود پر کنٹرول کرتے ہوئے چبا چبا کر کہا تھا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تو ابھی ابھی علم ہوا تھا کہ آپ کو کوئی پرابلم ہے' تبھی تو جانا مجھے کہیں اور تھا اور پہنچ یہاں گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟'' اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے فلمی سے انداز میں ڈائیلاگ بولا تھا۔ آنکھوں میں پوشیدہ شرارتی چمک طعینہ کی نگاہوں سے چھپی نہیں تھی۔

''ایسا ضروری نہیں ہے کہ جو آپ سوچ رہے ہوں وہی ہو۔ اور بائی داوے اگر مجھے کوئی پرابلم ہے بھی تو آپ سے مطلب؟ آپ خوامخواہ خدائی فوجدار بننے کی کوشش مت کریں۔ میں ہینڈل کر لوں گی۔ تھینک یو ویری مچ۔'' بے نیازی سے کہہ کر اس نے رخ موڑ لیا تھا۔

ارقام نے چند پل بغور اس کی بے نیازی کو ملاحظہ کیا تھا اور پھر دھیرے سے مسکراتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل آیا۔ خاموشی سے دبے قدموں اس کے پہلو میں آن کھڑا ہوا۔

طعینہ کو چند پل بعد احساس ہوا تھا کہ وہ اس وقت اکیلی یہاں کھڑی نہیں ہے' کوئی اور بھی کھڑا ہے۔ اس نے چونک کر دیکھا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY Reading Section

”آپ کو کوئی پرابلم ہے کیا؟“ کسی قدر سختی سے استفسار کیا تھا۔
”کوئی پرابلم نہیں ہے۔“ بنا اس کی جانب دیکھے سکون سے جواب دیا۔
”تو پھر یہاں کیوں کھڑے ہیں؟“
”آپ کو کوئی پرابلم ہے؟“ اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے اطمینان سے پوچھا تھا۔
”نہیں۔“ تنک کر جواب دیا۔
”تو آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟“ اسی کے انداز میں اسی کا پوچھا ہوا جملہ دہرایا تھا۔
”میری مرضی۔“ کندھے اچکائے تھے۔
”تو پھر میری بھی مرضی ہے میرا جہاں دل چاہے گا کھڑا ہوں گا۔“ وہ ابھی بھی اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ بلکہ اردگرد دیکھتے ہوئے ایسے بات کرنے لگا جیسے اس سے نہیں بلکہ خود سے بات کر رہا ہو۔
طعینہ نے ایک پل کو فٹ پاتھ کی جانب دیکھا' وہ لڑکا اب وہاں موجود نہیں تھا شاید ارقام کو دیکھ کر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ دوسرے ہی پل ارقام کی جانب دیکھا۔
”پوچھ سکتی ہوں کس خوشی میں کھڑے ہیں آپ یہاں؟“ کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے استہزائیہ استفسار کیا تھا۔
”جس خوشی میں آپ کھڑی ہیں۔“ بڑے اطمینان سے جواب دیا گیا تھا۔
”آپ کچھ زیادہ ہی اسمارٹ بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔“
”وہ تو میں آل ریڈی ہوں۔ بننے کی کیا ضرورت ہے۔“
”اوریلی؟“ تمسخرانہ نظروں سے دیکھا۔
”بالکل۔“
”بہت بڑی خوش فہمی ہے آپ کو۔“
”اگر خوش فہمی ہے بھی تو کیا برا ہے؟ ایٹ لیسٹ مثبت سوچ تو اپنائی ہوئی ہے ناں۔“
”ہا! مثبت سوچ۔ دھیان رکھیے گا' آپ کی یہ مثبت سوچ کہیں آپ کو دھوکا نہ دے جائے۔“
”اوں ہوں' ڈونٹ وری' میں دھوکا نہیں کھاتا۔ اینڈ بائی دا وے خوش فہمی نہیں ہے' میں واقعی میں اسمارٹ اور گڈ لکنگ ہوں۔ بس آپ نے کبھی غور سے دیکھا نہیں۔“ اس نے مسکراتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے کہا تھا' اور گہری نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔
طعینہ نے تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنا چاہا تھا مگر یہ کیا؟ اس کی نظریں ارقام کی گہری کچھ کہتی ہوئی نظروں میں الجھ کر رہ گئیں۔ کتنے ہی پل وہ بنا پلکیں جھپکے اس کی جانب دیکھتی رہ گئی۔
طعینہ کو اپنی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے ارقام نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ وہ طعینہ کی خود پر جمی نظروں سے خاصا محظوظ ہوا تھا۔
”ہوں نا اسمارٹ؟“ اس کی نظروں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے شرارتی نظروں سے دیکھا تھا۔ طعینہ نے چونک کر دیکھا تھا اور دوسرے ہی لمحے سٹپٹاتے ہوئے نظریں چرائی تھیں۔
ارقام از حد محظوظ ہوا تھا۔ پہلی بار لگا تھا کوشش لاحاصل نہیں' منزل ملنے کے چانسز ہیں۔
”ہنہ! اتنی خوش فہمی ہے۔“ اس سے نظریں چرائے آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔
”چلیے خوش فہمی ہی سہی۔ کچھ تو ہے ناں؟“
اب کہ طعینہ خاموش رہی تھی اور اپنی ہی خاموشی پر اسے از حد حیرت ہوئی تھی۔ وہ یوں خاموش ہو جانے والوں میں سے نہیں تھی۔ تو پھر آج ارقام کے سامنے خاموش کیوں ہوگئی؟ خود سے کیے گئے سوال نے اسے کوفت میں مبتلا کیا تھا' اپنی ہی سوچ کو جھٹکتے ہوئے وہ قدرے اونچی آواز میں چلائی تھی۔
”او گاڈ! یہ کیب کہاں رہ گئی؟“ ارقام اس کے انداز پر دھیرے سے مسکرایا تھا۔
”کیب نے کہا تھا آنے کو؟“ استہزائیہ انداز میں شرارت سے پوچھا تھا۔
طعینہ نے گھور کر اس کی جانب دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY Reading Section

"نہیں؟"

"او آئی سی! آئی تھنک آپ نے کیب والے کو کال کی ہوگی ہے ناں؟"

"نہیں۔" وہ جز بز ہوئی۔

"تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا کہ کیب کہاں رہ گئی؟" انداز معصومانہ تھا۔ ظعینہ کا دل چاہ رہا تھا اپنا سر پیٹ لے یا پھر کچھ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔

"کیونکہ میں پاگل ہوگئی ہوں اس لیے۔" دانت کچکچاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"تب ہی تو میں بھی کہوں اتنی ساری کیبز یہاں سے گزر گئی ہیں' آپ کو دکھائی کیوں نہیں دیں؟" بالکل صحیح کہا آپ نے پاگل لوگوں کو اکثر سامنے نظر آنے والی چیزیں بھی دکھائی نہیں دیتیں۔"

"کیا مطلب؟" حیرانگی سے دیکھا تھا' جھٹکا لگا تھا۔

"مطلب یہ محترمہ' میری موجودگی میں یہاں سے کتنی ہی دفعہ کیب گزر گئی ہے اور حیرت ہے کہ آپ کو دکھائی نہیں دی؟"

"واٹ؟" وہ ایکدم اچھلی تھی۔

"جی!"

"لیکن میں نے تو نہیں دیکھی؟" وہ معصومیت سے گویا ہوئی۔ اس کے انداز پر ارقام نے نظر بھر کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا آپ نے کبھی کوئی کیب نہیں دیکھی؟"

"دیکھی' کئی بار دیکھی' وہ تو سب سے نمایاں ہوتی' اکثر پر تو باقاعدہ نام لکھا ہوتا ہے' اور کچھ مخصوص کلرز کی ہوتی ہیں' جیسے یلو اینڈ بلیک اور ان کے اوپر اسٹینڈز بھی لگے ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے تو چند ایک کے علاوہ کوئی ٹیکسی نظر نہیں آئی۔"

"وہ اس لیے میم' کیونکہ آپ وہی مخصوص کلرز والی کیب کو ہی تلاش کر رہی ہیں۔ اب ٹرینڈ چینج ہوگیا ہے' اب اکثر لوگ اپنی کارز کو ٹیکسی کی طرح یوز کر رہے ہیں۔ حالانکہ نام لکھا ہوتا ہے مگر آپ جیسے لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا۔ اسی لیے اسٹاپ پر دیر تک کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ لیکن جس مخصوص کلرز والی کیب کو آپ تلاش کر رہی ہیں وہ بھی میں نے ابھی کچھ دیر پہلے یہاں سے گزرتے ہوئے دیکھی ہے' مگر آپ کو دکھائی نہیں دی۔ آپ نے واقعی نہیں دیکھی یا جان بوجھ کر دیکھ کر ان دیکھا کر دی؟"

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" گھور کر دیکھا تھا۔

"نہیں' لیکن ایسا ہوسکتا ہے ناں کہ شاید آپ کو میرے قریب کھڑے رہنا بہت اچھا لگ رہا ہے' اسی لیے تو......" شریر نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"واٹ......! آپ ہوش میں تو ہیں؟" وہ ایک دم چلائی تھی۔

"میں' میں آپ کے قریب کھڑے رہنا چاہتی ہوں؟ امیزنگ' لگتا ہے خوش فہمی کو گھول کر پی رکھا ہے۔" تمسخرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے طنز کیا۔ ارقام خاصا محظوظ ہوا تھا۔

"میں نے کہا ناں' مثبت سوچ رکھتا ہوں۔" فخریہ کالر اکڑاتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔

"وہ چڑ سی گئی۔

"ایک سجیشن دوں آپ کو۔" اس کی جانب بغور دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"کیوں نہیں' ضرور؟" وہ تو جیسے تیار بیٹھا تھا۔

"اپنی اس مثبت سوچ کو زیادہ مت تھکایئے' کہیں اس کا استعمال کسی اچھے وقت کے لیے اٹھا رکھیے کام آئے گا۔ آپ کافی سمجھدار ہیں' مجھے امید ہے سمجھ گئے ہوں گے؟"

"جی ہاں' میری سمجھداری کو آپ سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے۔" وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا' جھٹ سے بولا۔

ظعینہ کوس کر رہ گئی خود کو' تبھی ایک کیب وہاں سے گزری تھی' ظعینہ اسے روکنے کو تیزی سے آگے بڑھی تھی' اور ہاتھ ہلایا تھا۔

"ہے' ایکسکیوز می پلیز رکو۔" قدرے اونچی آواز میں پکارا مگر بے سود' ڈرائیور ہنار کے آگے بڑھ گیا۔ شاید کچھ لوگ بیٹھے تھے اندر۔ وہ غصے سے اور بے بسی سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

''ڈیم اٹ'' آہستگی سے بڑبڑائی تھی۔
ارقام ریلیکس سا اپنے ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے بے نیازی سے سیٹی بجانے میں مصروف تھا۔ مگر اس سے لاتعلق نہیں تھا' وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھا اور اس کی ہر موومنٹ کو نوٹ کررہا تھا۔
طعینہ نے خفگی سے اس کی جانب دیکھا۔
''آپ کیا یہاں کھڑے ہوکر چیپ لڑکوں کی طرح وسل کررہے ہیں۔ میری مدد نہیں کرسکتے تھے کیا؟'' اس کی بات پر وہ بظاہر بری طرح چونکا تھا۔ ہونٹ سکڑ کر پھیلے تھے' ہاتھ پینٹ کی جیب سے باہر نکالے تھے آنکھیں سکیڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔
''ایکسکیوزمی میم' پہلی بات تو یہ کہ میں چیپ ہرگز نہیں ہوں' اور دوسری بات میں تو یہاں آپ کی مدد کے لیے ہی کھڑا ہوں' ان فیکٹ میں نے تو آفر بھی کی تھی' مگر آپ ہی میری ہیلپ لینا نہیں چاہتی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟'' کسی قدر شاکی انداز میں دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔
''میں اس ہیلپ کی بات نہیں کررہی' میں کیب روکنے کو کہہ رہی ہوں۔ غالباً مجھے کیب رکنا نہیں آتا۔'' اس نے یکلخت موڈ چینج کیا تھا اور کسی قدر شرمندگی سے اپنی خاصیت کا اعتراف کیا تھا۔ ارقام مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔ مگر اس کے سامنے مسکرانے کی غلطی نہیں کی۔
''بڑے افسوس کی بات ہے طعینہ صاحبہ آپ ایک بالکل اجنبی اور انجان کیب ڈرائیور کے ساتھ جانا چاہ رہی ہیں' اور میں جو تھوڑی بہت جان پہچان والا ہوں۔'' اس کے گھورنے پر اس نے تھوڑی بہت پر زور دیا تھا۔
''اس کے ساتھ جانا آپ کو گوارا نہیں۔ ہاؤ سیڈ۔'' افسوس میں سر ہلاتے ہوئے دکھی تاثرات لانا چاہے تھے۔
''ایکسکیوزمی آپ میرے لیے اتنے ہی اجنبی ہیں جتنا کہ ایک کیب ڈرائیور ہوسکتا ہے۔'' اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔
''تو ٹھیک ہے' اس اجنبی کے ساتھ بھی آپ کو جانا ہے' تو میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ڈراپ کردوں گا' فری میں نہیں بلکہ ایک کیب ڈرائیور کی طرح باقاعدہ رینٹ پر۔'' بنا اس کی بات کا برامنائے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔
''سچ کہہ رہے ہیں؟'' مشکوک سے انداز میں دیکھا تھا۔
''بالکل سچ۔''
''اوکے' میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔'' چند پل سوچنے کے بعد اس نے فوراً ہاں کہی تھی۔
''لیکن یاد رہے میں آپ کو روپے دوں گی۔''
''ڈن۔'' اس نے بنا اس کی جانب دیکھے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا تھا اور آگے بڑھ آیا۔
''بھولیے مت آپ اس وقت ایک کیب ڈرائیور ہیں۔'' اس کے فرنٹ ڈور کھولنے پر دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے یاد دلایا تھا۔ ارقام نے ایک پل کو لب بھینچے تھے۔ پھر مسکراتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔
''اوکے۔ اب تو بیٹھیں گی ناں۔'' آگے بڑھتے ہوئے پیچھے والا دروازہ کھولا تھا۔ طعینہ خاصی محظوظ ہوئی تھی۔
''آف کورس کیوں نہیں۔'' شرارتی سی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔ ارقام دل ہی دل میں اپنی چالاکی پر مسکرایا تھا۔ گھر کے گیٹ کے سامنے اس نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔ وہ باہر نکل کر اس کی جانب چلی آئی۔
ارقام باہر نہیں آیا تھا۔
''تھینکس' یہ لیجیے اپنا رینٹ' آپ نے طے تو نہیں کیا تھا' بٹ اینی ویز یہ لیجیے۔'' اس نے روپے آگے بڑھائے تھے۔
ارقام نے ایک پل کو اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا تھا' پھر محظوظ کن انداز میں مسکراتے ہوئے اس کے خوب صورت چہرے پر نظریں جمادیں۔
''تھینکس' کے لیے اٹس اوکے۔ اور رینٹ کے لیے پھر کبھی سہی۔ بائے۔'' شرارت سے کہہ کر وہ تیزی سے گاڑی بڑھا لے گیا تھا۔ طعینہ حیرت سے منہ کھولے چند پل اس کی گاڑی کو دیکھتی رہ گئی۔ پوری بات اس کی سمجھ

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں آ گئی تھی۔
مگر حیرت انگیز طور پر اسے برا نہیں لگا تھا۔ مسکراتے ہوئے روپے بیگ میں رکھے اور اپنے سر پر چپت رسید کرتے ہوئے اندر بڑھ گئی۔

"ایکسکیوزمی!"
"جی کہیے۔"
"کیا آپ بتا سکتے ہیں' ارقام اس وقت کہاں ہیں؟" بک کی ورق گردانی کرتا ہوا زادیار چونکا تھا۔ آواز مانوس سی تھی۔
اس نے پلٹ کر سرسری سا آواز کی سمت دیکھا تھا۔
"آغا مینا کو دیکھ کر چہرے پر ناگواریت در آئی تھی۔ سرعت سے چہرہ واپس موڑا تھا۔
بہت جلد ارقام کے نام کے ساتھ جڑا ہوا صاحب کا دم چھلا ہٹایا گیا تھا۔
زادیار نے تمسخرانہ مسکراتے ہوئے سوچا تھا۔
"ایم سوری مس' میں نہیں جانتا وہ اس وقت کہاں ہے؟" اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔
"اوہ گاڈ! اب کیا کروں میں؟"
وہ پریشان تھی' یہ اس کے چہرے اور آواز دونوں سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔
لیکن زادیار تو زادیار تھا' اسے کسی کی پریشانی خصوصاً لڑکیوں کی پریشانیوں سے کوئی مطلب دسروکار نہیں تھا۔ اسی لیے نظر انداز کیے بیٹھا رہا۔
"کیا آپ بتا سکتے ہیں ارقام اس وقت کہاں ہیں؟" اب وہ کسی اور سے پوچھ رہی تھی۔
"ارے! آغا مینا صاحبہ ہیں' اس آواز پر زادیار بری طرح چونکا اور سرعت سے پلٹ کر دیکھا تھا۔
وہ فیصل تھا۔
ذرا بدمعاش ٹائپ کا لڑکا تھا' خوامخواہ ہر معاملے میں ٹانگ اڑانا اس کی عادت تھی' جو لوگ اس کی عادت سے واقف تھے وہ حتی الامکان اس سے گریز کرتے تھے اور لڑکیوں کے معاملے میں انوالو ہونا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔
زادیار کی سماعتیں بالکل غیر ارادی طور پر ان کی جانب متوجہ ہوگئی تھیں۔ آغا مینا نے چونک کر خود سے مخاطب لڑکے کو دیکھا تھا۔
"جی کہیے؟" کچھ حیرت اور ناگواری سے اس کے حلیے کو دیکھا تھا۔
"آپ کو ارقام سے ملنا ہے؟" الفاظ عام سے تھے مگر اس کی نظروں کا چیپ سا انداز اسے ازحد برا لگا تھا۔
"جی' مجھے ارقام سے ملنا ہے' کیا آپ جانتے ہیں وہ کہاں ہیں؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے بات کرنے پر مجبور تھی۔ کیونکہ اس وقت ارقام سے ملنا اس کے لیے بہت اہم تھا۔
"جی بالکل۔ مجھ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں رہتا۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا تھا۔
آغا مینا بری طرح چونکی تھی' حیرت سے دیکھا تھا۔
"جی کیا مطلب ہے آپ کا؟" ناگواری سے پوچھا تھا۔
"میرا مطلب یہ ہے کہ میں انسانیت کا خادم ہوں' ہر بات کی خبر رکھتا ہوں اور خواتین کی مدد تو لازم وملزوم ہے۔"
زادیار دل ہی دل میں طنزیہ مسکرایا تھا' اس سے بہتر اور کون جان سکتا تھا کہ وہ خواتین کی کس قسم کی مدد کرتا تھا۔
فیصل کا لہجہ اور انداز دونوں ہی عجیب اور معنی خیز تھے۔
اسے ناگوار گزرا مگر نظر انداز کر گئی۔
"پلیز اگر آپ مجھے ارقام کے بارے میں بتا دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔" اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ آرام سے بولی۔
"جی' جی' کیوں نہیں۔ آپ چلیے میں ابھی آپ کو ارقام سے ملواتا ہوں۔"
زادیار کو ازحد ناگوار گزر رہا تھا یوں اسے فیصل سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر گو اسے کوئی سروکار نہیں تھا مگر اسے یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ شاید وہ فیصل کو جانتی نہیں' اسے اس کی ریپوٹیشن کا آئیڈیا نہیں تھا۔ یا پھر جانتی تھی' اس کے باوجود وہ اس سے بات کر رہی تھی۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے لگتا تھا کہ آغامینا کو عادت تھی ہر لڑکے سے فرینک ہوجانے کی‘ یہی وجہ تھی کہ وہ اسے بالکل پسند نہیں کرتا تھا۔
پہلی ایک دو ملاقاتوں میں ہی وہ ارقام سے فرینک ہوگئی تھی‘ پہلے اس کے نام کے ساتھ ’صاحب‘ لگاتی تھی اور اب صرف ارقام اور اب وہ کتنی فرینڈلی فیصل سے بات کررہی تھی۔ اس کے لہجے اور انداز سے کچھ اخذ نہیں کر پا رہی تھی۔ زادیار کو ایسی لڑکیاں بالکل پسند نہیں تھیں۔ اور آغامینا کو ناپسند کرنے کی بھی یہی سب سے بڑی وجہ تھی۔
وہ جان بوجھ کر لڑکوں سے ٹکراتی تھی اور پہلی بار میں ہی فری ہوجاتی تھی۔ یہ زادیار کا خیال تھا۔ اس سے ہوئے اتفاقی تصادم سے اس نے یہی اخذ کیا تھا جو اصولاً بالکل غلط تھا۔
بنا کسی کو جانے پرکھے یوں اس کے کردار کے حوالے سے اپنی رائے دے دینا‘ بالکل غلط تھا اور یہ وہ اچھی طرح جانتا تھا مگر آغامینا کے حوالے سے اسے لگتا تھا وہ غلط نہیں سوچتا۔
”نہیں آپ مجھے بتادیں میں خود ان سے مل لوں گی۔“
زادیار بری طرح چونکا تھا۔ آغامینا فیصل سے کہہ رہی تھی۔
”ارے ایسے کیسے؟ میں خود بہ نفس نفیس آپ کو لے چلتا ہوں آیئے ناں پلیز میں آپ کو ارقام صاحب سے ملواتا ہوں۔“
اس کے لہجے میں جانے کیا تھا کہ آغامینا بری طرح چونکی تھی‘ اور دانستہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔
زادیار بالکل غیر ارادی طور پر اٹھا اور دبے قدموں ان کی جانب بڑھا تھا۔ فیصل کے پیچھے رکتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے دباؤ ڈالا تھا۔
وہ جھٹکے سے مڑا تھا۔ زادیار کو دیکھ کر ایک پل کو گڑبڑا سا گیا۔
”او زادیار تم ہو؟“
”ہاں میں‘ اپنی پرابلم۔“ آغامینا کو نظرانداز کیے اس نے فیصل کو جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔
”آں ہاں۔ نہیں وہ ایکچوئیلی یہ محترمہ ارقام کا پوچھ رہی تھیں‘ میں انہیں انہی سے ملوانے لے جارہا تھا۔“
”اٹس اوکے یار‘ میں ہوں ناں‘ میں ملوادوں گا انہیں ارقام سے۔“ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے وہ کسی قدر مسکرایا تھا۔
”شیور۔“
”آف کورس کیوں نہیں‘ اور ویسے بھی یہ محترمہ مجھے جانتی ہیں کہ میں ارقام کا دوست ہوں‘ کیوں مس آغامینا۔“ تمسخرانہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے استفسار کیا تھا۔
وہ حیران ہوتے ہوئے بے ساختہ سراثبات میں ہلاگئی۔
”اوکے۔ اچھا آغامینا جی‘ آپ سے پھر ملاقات ہوگی۔ سی یو۔“ گہری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔
زادیار نے چند لمحے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور ایک نظر طنزیہ آغامینا پر ڈالی تھی بنا کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔
آغامینا نے حیرت سے دیکھا تھا اور بے یقینی سے لب بھینچے تھے۔
”ایکسکیوزمی مسٹر زادیار۔ آئی تھنک آپ مجھے ارقام سے ملوانے والے تھے۔“ کسی قدر جتاتے ہوئے طنزیہ کہا تھا۔
زادیار اس کی بات پر ٹھٹک کر رکا تھا‘ اور پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔
”یہ میں نے کب کہا کہ میں آپ کو ارقام سے ملوانے والا ہوں؟“ انداز سرد اور الفاظ حیران کن تھے۔
”واٹ؟ ابھی کچھ دیر قبل کیا آپ نے نہیں کہا کہ آپ مجھے ارقام سے ملوادیں گے۔“
”ہاں یہ میں نے کہا تھا‘ میں آپ کو ارقام سے ملوادوں گا‘ یہ نہیں کہا کہ ابھی ملوادوں گا۔“ ایک ایک لفظ پر زور دیا گیا تھا‘ آغامینا ہکابکا سی رہ گئی۔
”ایکسکیوزمی مسٹر! مجھے ارقام سے بہت ارجنٹ ملنا ہے آپ اپنی دشمنی بعد میں نکال لیجیے گا‘ فی الحال پلیز بتادیں کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Reading Section

ارقام کہاں ہیں؟''

''پہلی بات تو یہ کہ میں ہر کسی سے یوں رشتے نہیں نکالتا پھرتا۔ چاہے وہ دشمنی کا ہی کیوں نہ ہو اور دوسری بات میں نہیں جانتا کہ ابھی ارقام کہاں ہے ڈیٹس اٹ۔''

''واٹ آپ نہیں جانتے' آپ ہوش میں تو ہیں' اگر آپ نہیں جانتے تھے کہ ارقام کہاں ہیں تو آپ نے مجھے اس لڑکے سے کیوں نہیں پوچھنے دیا؟ ایٹ لیسٹ وہ مجھے ارقام سے ملوا تو دیتا۔''

''وہ لڑکا صحیح نہیں ہے......اور......''

''تو کیا آپ صحیح ہیں؟ واؤ' کیا خوش فہمی ہے۔'' وہ استہزائیہ مسکرائی تھی۔

زادیار نے بمشکل کچھ بھی سخت کہنے سے خود کو روکا تھا۔

''میں صحیح ہوں یا غلط' مجھے یہ آپ کو باور کرانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ ارقام کہاں ہے' میں نہیں جانتا۔ اور جہاں تک بات ہے آپ کو اس لڑکے کے ساتھ جانے سے روکنے کی' تو مجھے لگا کہ آپ کو روکنا چاہیے' غالباً آپ جانتی نہیں ہیں کہ وہ کس قماش کا لڑکا ہے؟ آپ کی جگہ اگر کوئی اور لڑکی بھی ہوتی تو تب بھی میں ایسا ہی کرتا' مجھے لگا کہ آپ اس کی اصلیت سے واقف نہیں ہیں۔ اسی لیے میں نے آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھا' آگے آپ کی مرضی' اگر آپ اس کے پیچھے جانا چاہتی ہیں تو جاسکتی ہیں۔ وہ ابھی بھی یہیں ہوگا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے' میرا کام تھا آپ کو آگاہ کرنا سو میں نے کردیا' دیٹس یور چوائس۔''

''ایک بات اور......وہ لڑکا بالکل نہیں جانتا کہ ارقام کہاں ہے وہ محض آپ کو......'' اس سے آگے اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔

''آپ چاہیں تو کچھ دیر یہاں بیٹھ کر ارقام کا ویٹ کرسکتی ہیں۔''

آغا مینا نے ایک پل کو اس کے سنجیدہ اور سرد سے تاثرات کو ملاحظہ کیا اور بنا اس کی بات کا کوئی جواب دیے اور بنا مزید بحث کیے نخوت سے سر جھٹکا اور اسے نظر انداز کرتے ہوئے چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ پشت دانستہ اس کی جانب کی تھی جبکہ زادیار اب اس سے بے نیاز ہوکر بیٹھ گیا تھا۔ اسے کچھ ہی دیر ہوئی تھی ارقام کا انتظار کرتے ہوئے کہ وہ آ گیا۔ وہ اسے دیکھ کر تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

''کہاں تھے آپ؟ جانتے ہیں کتنی دیر سے میں آپ کا انتظار کررہی تھی۔'' اس کے یوں بے تکلفی بھرے انداز پر زادیار بری طرح چونکا تھا۔

''کیا ہوا آغا! اینی پرابلم' کچھ پریشان لگ رہی ہو؟''

''ہاں' ایکچوئیلی وہ......'' کچھ کہتے کہتے وہ یکلخت خاموش ہوئی تھی۔ اور ایک نظر لاتعلق بیٹھے زادیار کو دیکھا تھا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر باہر لے آئی تھی۔

زادیار نے سرسری سا اس کی حرکت کو دیکھا تھا' ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ ناگواریت رگ وپے میں سرائیت کرگئی تھی۔ نخوت سے سر جھٹکا اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا تھا۔

کائنات ایاز عباسی

السلام علیکم! آنچل کے چاہنے والوں کو آداب! ارے ہم تو پہلی بار آنچل میں شرکت کررہے ہیں ذرا کھڑے تو ہوجائیں سارے (ہاہاہا)۔ چلیں میں اپنا تعارف ہی کرادیتی ہوں' بندۂ ناچیز کا نام کائنات ایاز عباسی ہے ملکۂ کوہسار یعنی کہ مری کی رہنے والی ہوں۔ یکم مئی 1996ء کو میں نے اس دنیا کو رونق بخشی اور ابھی ماشاءاللہ سے ایف اے اچھے نمبروں سے پاس کیا ہے۔ کھانے میں بریانی بہت پسند ہے اور مزاج گرامی ذرا غصے والا ہے' زیادہ بولنا پسند نہیں کرتی اور زیادہ بولنے والے لوگ بھی پسند نہیں۔ شمائلہ آپی کی گفتگو اچھی لگتی ہے۔ دنیا میں اپنے سے متعلقہ رشتوں کے علاوہ بہت کم لوگ اچھے لگتے ہیں' چلو جی میں تو شروع ہی ہوگئی اب اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گی' ہمارے اور آپ سب کے تمام چاہنے والے ہمیشہ خوش رہیں' آمین' اللہ حافظ۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاؤ آر یو پاپا!'' اس نے دروازے سے سر نکال کر چہکتی ہوئی آواز میں استفسار کیا تھا۔ کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے حسن احمد بخاری نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا تھا۔ اور دھیرے سے مسکرا دیے تھے۔

''یاد آ گئی پاپا کی۔'' مصنوعی خفگی سے دیکھتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔

''آپ بھولے کب ہیں جو یاد آتے پاپا جانی۔'' اندر آتے ہوئے ان کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور لاڈ سے گویا ہوئی تھی۔

''ہاں' ہاں' سب منہ دیکھے کی باتیں ہیں۔'' زیر لب مسکراتے ہوئے شرارت سے دیکھا تھا۔

''دیٹس ناٹ فیئر پاپا۔'' سیدھے ہوتے ہوئے اس نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے مصنوعی خفگی سے کہا تھا۔ حسن احمد بخاری بے ساختہ مسکرا دیے تھے۔

''شہر سے باہر کہیں جا رہی ہو بیٹا' زینب بتا رہی تھی کہ تم پیکنگ کر رہی ہو؟'' وہ ان کے سامنے ہی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی' گویا فرصت میں تھی۔ ان کی بات پر اس کا منہ لٹک گیا تھا۔

''یہی تو بتانے آئی تھی میں آپ کو' اخ کے ساتھ آؤٹ آف سٹی جا رہی ہوں کچھ روز کے لیے' لیکن میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا' اسی لیے میں آپ کے پاس آئی تھی' پاپا پلیز اخ سے کہیں ناں' مجھے ساتھ لے کر نہ جائیں۔ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے کسی پروجیکٹ میں۔ مجھے نہیں جانا کسی بزنس میٹنگ میں۔ خود تو پکے بزنس مین بن گئے ہیں' مجھے بھی بنانے پر تلے ہوئے ہیں' سریسلی پاپا لگتا ہی نہیں کہ وہ کبھی اتنے سویٹ سے اخ ہوا کرتے تھے۔ پورے ہٹلر ہو گئے ہیں جناب تو رع حسن بخاری صاحب۔'' اس کے انداز پر وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے تھے۔ اس نے چند پل بڑے پیار سے اپنے سویٹ سے پاپا کو ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

''آپ جانتے ہیں پاپا' اس روز مجھے ریسٹورنٹ میں اپیا مل گئیں' شومئی قسمت یہ اپنے ہٹلر صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔''

''میرے بتانے پر کہ میں اب آفس بھی جاتی ہوں' انہوں نے بس اتنا کہا۔

''ابھی تم پڑھ رہی ہو تو آفس جانے کی کیا ضرورت ہے' بس جی ہٹلر صاحب نے سن لیا' اور ہو گئے شروع' کہنے لگے۔

''یہ آفس اس لیے جاتی ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں۔'' وہ اسی کے انداز میں بھاری آواز کرتے ہوئے بولی تھی۔

''میں چاہتا ہوں کہ یہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو۔''

''لو جی' پہلے کیا گھٹنوں پر کھڑی ہوں۔'' حسن احمد بخاری اس کے انداز پر مسلسل ہنس رہے تھے۔

پھر کہنے لگے۔ ''دوسروں کے سامنے اعتماد سے سر اٹھا سکے' صحیح اور غلط فیصلے پہ آواز اٹھا سکے۔

یو نو پاپا' میں آل ریڈی کونفیڈینٹ ہوں' اور غلط بات پر تو میں سر پھاڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔'' بات کرتے ہوئے اس نے ایک دم ان کی جانب دیکھا تھا' انہوں نے فوراً مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ اور سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

''اور بھی جانے کیا کیا سنا دیا انہیں فضول میں' اتنا گلٹی فیل ہوا مجھے اب آپ ہی بتایئے پاپا' اس میں ان کی کیا غلطی ہے' جو ہوا سب جانتے تو ہیں وہ۔ تو پھر توپ کا دہانہ اپیا کی جانب ہی کیوں موڑے رہتے ہیں؟ ہو سکتا ہے اخ اپنی جگہ صحیح ہوں' مگر اپیا بھی غلط نہیں ہیں۔ انہوں نے جو بھی فیصلہ کیا وہ کچھ سوچ کر ہی کیا ہوگا ناں؟ ہے ناں پاپا' شاید اسی میں سب کی بہتری رہی ہو گی۔'' لہجے میں افسردگی کا عنصر نمایاں تھا۔ سنجیدگی سے حسن احمد بخاری کی جانب دیکھا تھا۔

انہوں نے بے ساختہ اس سے نظریں چرائی تھیں۔

ان کے انداز پر ظعینہ بری طرح چونکی تھی۔ چونک کر دیکھا تھا' اس نے بہت دفعہ نوٹس کیا تھا کہ ان کے متعلق ہر بات پر وہ یونہی لب بھینچ لیتے تھے۔ جیسے کچھ بھی کہنا نہ چاہتے ہوں اور نظریں چرا لیتے' اسے حیرت ہوئی تھی۔

''میں نے کچھ غلط کہا پاپا؟'' استفہامیہ نظروں سے

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھا تھا۔
"نہیں بیٹا' کچھ غلط نہیں کہا تم نے سب صحیح ہے کچھ بھی تو غلط نہیں ہے۔ غلط تو وہ ہے جو پس پردہ ہے' غلط تو وہ ہے جو نگاہوں سے اوجھل ہے۔ ابھی آ گہی کا در وا نہیں ہوا شاید اسی لیے سب اپنے اپنے مفروضوں اور اندازوں میں ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ جب آ گہی کا در وا ہوگا تو جانے کیا......" انہوں نے یکلخت خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا تھا' اور کرب سے آنکھیں موندھی تھیں۔
طغینہ نے ناسمجھی سے ان کی مبہم سی باتوں کو سنا تھا' انہوں نے کیا کہا؟ ان باتوں میں کیا معنی پوشیدہ ہیں؟ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔
"کیا کہہ رہے ہیں پاپا؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔" اس نے حیرت سے استفسار کیا تھا۔
وہ یکلخت چونکے تھے۔
لگتا تھا جیسے وہ اس کی موجودگی فراموش کیے ہوئے تھے۔
جیسے کسی گہری سوچ میں مستغرق تھے۔ اور اس کے پکارنے پر جھٹکا سا لگا ہو۔ انہوں نے حیرانگی سے دیکھا تھا۔
"کچھ نہیں بیٹا! کچھ بھی تو نہیں۔" وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دیے۔
"خیر چھوڑو ان باتوں کو' تم کچھ کہنے آئی تھیں۔" انہوں نے ایکدم سے موضوع بدلا تھا۔ اسے محسوس تو ہوا مگر مزید جرح کرنا مناسب نہ سمجھا تھا اور نظر انداز کرتے ہوئے اصل موضوع کی جانب چلی آئی۔ "پاپا پلیز آپ اخ سے کہیں ناں' وہ مجھے ساتھ لے کر نہ جائیں' میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا۔ بور ہوگئی ہوں میں اس بزنس کو سمجھتے سمجھتے۔ دو اور دو بائیس کرتے ہوئے۔ اس سب میں بالکل دل نہیں لگتا میرا آپ جانتے ہیں مجھے میتھ شروع سے ہی ناپسند رہا ہے' جانے کن دقتوں سے میں کورس میں میتھ کو سمجھنے کی کوشش کرتی تھی اب مسلسل اسے......"
"تو رع کچھ غلط بھی تو نہیں کر رہا بیٹا! اگر وہ تمہیں کچھ کہتا ہے تو اس میں وہ تمہاری بہتری ہی تو چاہتا ہے ناں' ہاں یہ اور

AANCHALPK.COM
تازہ شمارہ شائع ہوگیا ہے
آج ہی قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں
ماہنامہ آنچل کراچی
ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول' ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں ہے جو آپ کی آسودگی کا باعث ہوسکتا ہے اور وہ ہے اور صرف آنچل۔ آج ہی اپنی کاپی بک کرالیں۔
ٹوٹا ہوا تارا
امید وصل اور محبت پر کامل یقین رکھنے والوں کی ایک دل نشیں پُر خوشبو کہانی سمیرا شریف طور کی زبانی
شب ہجر کی پہلی بارش
محبت و جذبات کی خوشبو میں بسی ایک دلکش داستان نازیہ کنول نازی کی دلفریب کہانی
موم کی محبت
پیار و محبت اور نازک جذبوں سے گندھی معروف مصنفہ راحت وفا کی ایک دلکش و دل ربا نایاب تحریر
AANCHALNOVEL.COM
پرچہ نہ ملنے کی صورت میں رجوع کریں (021-35620771/2)

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

بات ہے کہ تم پر بڑن ضرورت سے زیادہ ڈال رہا ہے......"

"دس از ناٹ فیئر پاپا آپ بھی انہی کی سائیڈ لے رہے ہیں۔ میں آپ کے پاس آئی تھی کہ آپ اخ کو مجھے ساتھ لے جانے سے روکیں گے مگر آپ بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں تو......"

"میرے کہنے سے کیا وہ تمہیں ساتھ لے جانے سے منع کردے گا ظعینہ؟" انہوں نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے اس کی بات کاٹی تھی۔ وہ نادم سی سر جھکا گئی تھی۔

"تم جانتی ہو بیٹا! اب میں اور تب میں بہت فرق آ گیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل والے تورع اور اب والے تورع میں بہت فرق آ گیا ہے۔ وہ وقت اور تھا جب وہ میرے ہر فیصلے پر ہاں کی مہر لگا دیتا تھا' مگر اب بہت کچھ بدل گیا ہے' بیٹا' یو نو دیٹ۔" تورع کا رویہ انہیں ہرٹ کرتا ہے وہ ظاہر نہیں کرتے تھے مگر وہ جانتی تھی۔

اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا تھا اور دھیرے سے گویا ہوئی۔

"آئی ایم سوری پاپا! میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا ہرگز نہیں تھا۔"

"اٹس او کے' میں ہرٹ نہیں ہوا۔ اور پھر مجھے کیا حق ہے کہ میں ہرٹ ہوں۔ یہ سب تو میں ڈیزرو کرتا ہوں۔ تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ ڈیزرو کرتے ہیں' اس کا کیا مطلب ہے؟ پلیز پاپا میں جاننا چاہتی ہوں' وہ سب جو آپ کے اور اخ کے سرد تعلقات کی وجہ ہے؟ وہ جو آپ کے اتنے قریبی تعلق میں دراڑ لے آیا ہے' مجھے بتایئے پاپا' میں جاننا چاہتی ہوں۔" وہ بضد تھی۔

"ارے ایسا کچھ نہیں ہے بیٹا! میں نے تو بس یونہی کہہ دیا تھا۔ اکیلے رہ کر جانے کیا کیا سوچنے اور بولنے لگا ہوں' اینی وے یو ڈونٹ وری' میں تورع سے بات کروں گا۔ او کے۔"

"ہم نے آپ کو کتنا تنہا کردیا ناں پاپا! ایم سوری۔" حسن احمد بخاری کی باتوں نے اسے شرمسار سا کردیا تھا۔ ندامت سے گویا ہوئی۔

"نہیں تم نے کب مجھے تنہا کیا ہے' میں نے تو خود' خود کو تنہا کرلیا ہے۔ اس میں تمہارا کیا قصور' تم شرمندہ مت ہوا کرو' مجھے اچھا نہیں لگتا۔" انہوں نے لہجے میں بشاشت بھرتے ہوئے اس کے شرمندگی سے جھکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرادی تھی۔

اور حسن بخاری گہری سانس خارج کرتے ہوئے دل ہی دل میں گویا ہوئے تھے۔

"یہ تو میرا مقدر ہے بیٹا' اور یہی میری سزا ہے۔ یہی تو میں ڈیزرو کرتا ہوں' مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے' مجھے یہ سب منظور ہے۔"

......☆☆☆......

"ام آپ یہاں بیٹھیے میں آتی ہوں۔ اپنا خیال رکھیے گا او کے۔"

"ڈونٹ وری بچے' میں بالکل نہیں ڈروں گی۔ تم بے فکر ہو کر جاؤ۔" اس کے فکرمندانہ انداز پر انہوں نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کچھ اس انداز میں کہا کہ وہ جھینپ سی گئی۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا ام' میں تو بس یوں ہی......" جھینپتے ہوئے بات بیچ میں ہی چھوڑ دی تھی۔

"اوئس او کے بیٹا' اور اب جاؤ تم' اور ہاں میری فکر مت کرنا۔ مجھے ڈر نہیں لگتا۔" وہ ایک بار پھر سے شریر ہوئی تھیں۔

اس نے مصنوعی خفگی سے ان کی جانب دیکھا تھا اور مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھادیے۔

ان کے ریلیٹوز کے ہاں شادی کی تقریب تھی وہ ام کے ساتھ مجبوراً شادی میں چلی آئی تھی۔ حالانکہ اس کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔ اس کے نہ آنے کی وجہ کہیں نہ کہیں تورع حسن بخاری تھا۔ چونکہ یہ ریلیٹوز ان کے مشترکہ تھے اور تورع کا یہاں آنے کا امکان تھا' یہی وجہ تھی کہ وہ آنا نہیں چاہ رہی تھی مگر کسی نہ کسی کا آنا بھی ضروری تھا' بابا آؤٹ آف کنٹری تھے' بھائیوں کی اپنی مصروفیات تھیں' اسی لیے وہ ام

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے ساتھ خود ہی آ گئی تھی۔ انہیں اکیلے نہیں بھیج سکتی تھی۔

یہاں آ کر اس نے ہال کے چاروں جانب طائرانہ نگاہ ڈالی تھی۔ تورع کی موجودگی کا خدشہ تھا' مگر تھینک گاڈ کہ وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ اس کی عدم موجودگی پر وہ پرسکون ہوگئی تھی۔

سارا وقت وہ ام کے ساتھ ہی رہی تھی' جب آئیڈیا ہوگیا کہ اب تورع ممکن ہے نہ آئے' اسی لیے وہ انہیں کہہ کر عنیزہ اور انیسہ کی جانب چلی آئی تھی۔ وہ رشتے میں اس کی کزنز تھیں' اور ان کے ساتھ اس کے اچھے خاصے تعلقات تھے۔

"فرصت مل گئی تمہیں ہمارے پاس آنے کی۔" انیسہ نے مصنوعی خفگی سے استفسار کیا تھا۔

"ہاں مل گئی' اس کی خفگی کو خاطر میں لائے بغیر خاصی شگفتگی سے جواب دیا تھا۔

اس نے شکایتی انداز میں دیکھا تھا۔

اس نے فوراً معذرت کی تھی۔

"سوری یار! ایکچو یلی ام کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی' اسی لیے میں ان کے پاس بیٹھی رہی' اب جبکہ کچھ خواتین ان کے پاس بیٹھی ہیں تو میں مطمئن سی تم لوگوں کی جانب چلی آئی۔ تم لوگوں کی شکایت دور کرنے۔" اس کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔

وہ دھیرے سے مسکرادیں تھیں۔

"اٹس او کے' اینڈ بائی دا وے تم رات کو مہندی میں کیوں نہیں آئیں؟ کتنی بار میسجز کیے' پر کوئی جواب نہیں۔" عنیزہ نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے خاصی دھونس بھرے انداز میں استفسار کیا تھا۔

"ہاں وہ ایکچو یلی میرے سیل کی بیٹری ڈاؤن تھی' شاید اسی لیے بند ہوگیا تھا اور مجھے چارجنگ پر لگانا یاد ہی نہیں رہا تھا۔ اسی لیے صبح تک آف رہا۔ صبح ہی چارجنگ پر لگایا تھا۔ تب ہی آن کرنے پر تمہارے میسجز ریسو کیے تھے اور مہندی میں اس لیے نہ آ سکی کیونکہ بزی تھی۔" وہ ایک ایک بات کی وضاحت کر رہی تھی مگر ان کی شکایتیں تھیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھیں۔

کافی دیر تک وہ ان کے ساتھ باتوں میں مصروف رہی تھی۔ اور باتیں کرتے کرتے اسے احساس ہی نہ ہوا کہ وہ کافی دیر سے ام کو بھول بیٹھی ہے۔ یاد آنے پر وہ ایکدم اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور ان سے ایکسکیوز کرتے ہوئے ام کی جانب چل پڑی تھی۔

اس نے دور سے دیکھا تھا' وہ خواتین ابھی بھی ام کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں وہ مطمئن سی ہوگئی۔

"ذری بیٹا!" چلتے چلتے وہ ایک دم ٹھٹک کر رکی تھی۔ اور پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ انیسہ کی امی تھیں اور انیسہ کی بڑی بہن شگفتہ کی ہی شادی تھی۔ "جی آنٹی۔"

"بچے یہ بیگ شگفتہ کے روم میں رکھ آ نا' مجھے تمہارے انکل نے بلایا ہے' میں ذرا ان کی بات سن آؤں۔ رکھ آؤ گی نا بیٹا! کوئی دقت تو نہیں ہے ناں۔" اپنی بات کہہ کر انہوں نے پیار سے استفسار کیا تھا۔ وہ ایسی ہی تھیں کسی کو بھی کام سونپنے سے پہلے انہیں یہی فکر ہوتی تھی کہ اگلے بندے کو تکلیف نہ ہو۔ ان کے انداز پر وہ دھیرے سے مسکرادی تھی۔

"نہیں آنٹی' کوئی دقت نہیں ہے' میں رکھ آؤں گی۔"

ان سے بیگ لے کر وہ شگفتہ کے روم میں چلی آئی تھی۔ پارلر سے واپسی پر دلہن کو کچھ دیر کے لیے یہیں ٹھہرایا گیا تھا۔ وہ بیگ لے کر اس کے کمرے میں چلی آئی کمرہ خالی تھا' اس نے کھڑے کھڑے بیگ سینٹرل ٹیبل پر رکھا اور باہر نکل آئی۔

اور جب وہ دروازے سے باہر نکلی تھی' ٹھیک اسی وقت ساتھ والے روم سے بھی کوئی تیزی سے باہر آیا تھا۔

ایک پل کو دونوں نے ہی سرسری سا ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

دوسرے ہی پل دونوں ہی چونک کر رکے تھے۔ دونوں کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت تھی۔

(جاری ہے)

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY